584

مدینۃ المسیح

قادیان یکم ماہ احسان۔ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کے متعلق پانچ بجے شام کی اطلاع مظہر ہے کہ حضور کو سر درد کی تکلیف ہے۔ احباب دعائے صحت فرمائیں۔

حضرت ام المومنین مدظلہا العالی کی طبیعت خدا تعالےٰ کے فضل سے اچھی ہے۔ الحمد للہ۔

مکرم وکیل المال صاحب تحریک جدید نے آج ۲۱ مئی کی شام تک تحریک جدید کے وعدے پورے کرنے والے اصحاب کی فہرست حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ کی خدمت میں پیش کی۔

نظارت بیت المال کی طرف سے مولوی فضل الدین صاحب کو وقف جائداد کے سلسلہ میں اضلاع سرگودہا و گوجرانوالہ میں بھیجا گیا ہے۔
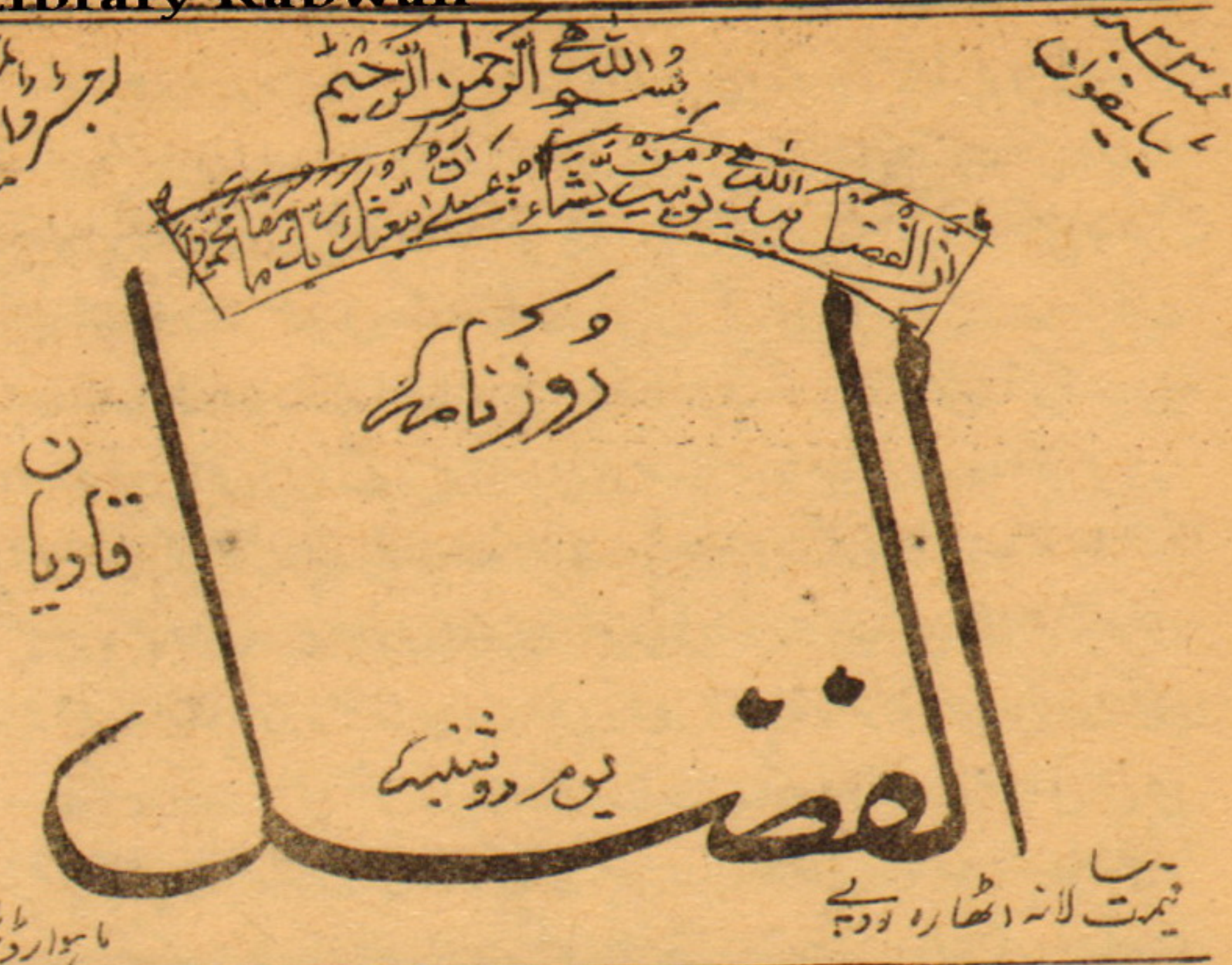
جلد ۳۵	۲ ماہ احسان ۱۳۲۶ ہش	۱۱ رجب ۱۳۶۶ ھ	۲ جون ۱۹۴۷ء	نمبر ۱۳۰

سیاست حاضرہ

اس وقت ملک میں سیاست کا دور دورہ ہے۔ ہندوستان آزاد ہو کر رہے گا کے ہندوستانی نعرہ کی جگہ اب برطانوی حکام یہ کہہ رہے ہیں۔ کہ ہم ہندوستان کو آزادی دے کر رہیں گے۔ لیکن ہندوستانی ہیں کہ آزادی لینے کا نام نہیں لیتے۔ ہر ایک انگریزوں کی طرف دیکھ کر آنکھیں مار رہا ہے۔ کہ میرے دوست یہ خرلطیف میری جھولی میں پھینکو۔ ہندوؤں کے ظلموں کو دیکھ کر مسلمانوں نے پاکستان کا مطالبہ کیا۔ غرض یہ تھی۔ کہ اگر ایک حصہ ملک میں ہندو ثقافت کو ترقی کا موقعہ ملے۔ تو دوسرے میں مسلمان بھی اپنے دل کا جوش نکال لیں۔ پہلے تو اس نعرۂ پاکستان کا مقابلہ کانگرس نے اکھنڈ ہندوستان کے ریزولیوشنوں سے کیا۔ لیکن جب دیکھا کہ مسلمانوں کی دلیلیں غیر جانبدار طبقہ پر اثر کر رہی ہیں۔ تو پنجاب اور بنگال کی تقسیم کا مطالبہ کر دیا۔ جو اکھنڈ ہندوستان کے لئے جان دے رہے تھے۔ اب کھنڈ ہوئے پنجاب اور بنگال کے لئے بے تاب نظر آتے ہیں گاندھی جی کبھی کبھی اکھنڈ ہندوستان کا نعرہ لگاتے ہیں۔ لیکن دو دلی سے صاف معلوم ہوتا ہے۔ کہ وہ ایک آنکھ سے ایک طرف دیکھتے ہیں۔ تو دوسری سے دوسری طرف۔ اگر اکھنڈ کی آواز میں ہندو جاتی کا زیادہ فائدہ نظر آیا تو وہ اسپر زور دینگے۔ اور اگر کھنڈے ہوئے پنجاب اور بنگال میں ہندو برادری کی جھولی بھری گئی۔ تو وہ اسی کی تائید کر دینگے۔ بہرحال ان کی حالت اب تک گومگو کی سی ہے۔ باقی کانگرس فیصلہ کر چکی ہے۔ کہ پاکستان کا ہوّا تجویز کرنے والوں کے لئے تقسیم بنگال اور تقسیم پنجاب کے دو ہوّے پیش کر دیئے جائیں۔ کہ مسلمان ڈر کر لوٹ آئیں۔

اب مسلمان گومگو کی حالت میں ہے۔ پنجاب کے اکثر مسلمان تو آنکھیں بند کر کے نعرے لگا رہے ہیں۔ کہ ہم پنجاب کو تقسیم نہیں ہونے دینگے۔ بنگال والے ذرا غیر فوجی واقع ہوئے ہیں۔ انہوں نے تو مسٹر سرت بوس اور ان کے ساتھیوں کی دست بوسی شروع کر دی ہے۔ اور ایک بنگال اور آزاد بنگال کی دو کاکلوں سے ہندوؤں کو بظاہر شکار کرنا شروع کر دیا ہے۔ مگر حقیقت میں خود شکار ہو رہے ہیں۔ اور کشتی کو منجدھار میں ڈبونے کے لئے تیار ہیں۔ مسلمانوں پر اللہ ہی رحم کرے۔

کوئی نہیں سوچتا کہ اس تقسیم کا سوال اٹھایا کیوں گیا تھا۔ تقسیم ہند کے مطالبہ کی اصل وجہ یہ تھی۔ کہ ملک کے ایک حصہ میں جہاں مسلمان زیادہ ہیں۔ مسلمانوں کو اپنی تہذیب کے قوانین کے مطابق بڑھنے اور پھلنے پھولنے کا موقعہ مل جائے۔ بے شک جو مسلمان ہندو اکثریت کے صوبوں میں رہ جاتے تھے۔ انہیں یہ کہہ کر تسلی دلائی جاتی تھی۔ کہ چونکہ اسلامی علاقوں میں ہندو بھی موجود ہونگے۔ اس لئے ان کے خیال سے آپ لوگوں کو ہندو تکلیف نہ دینگے۔ ظاہر ہے کہ یہ مقصد ثانوی حیثیت رکھتا تھا۔ اصل مقصد یہ تھا کہ ہندوستان میں کچھ علاقہ میں مسلمان اپنی مخصوص تہذیب اور قومیت کی بناء پر ترقی کر سکیں۔ قطع نظر اسکے کہ کس قدر حصہ ملک کا مسلمانوں کے قبضہ میں آتے۔ یہ مقصد ہر ایک ایسی اسلامی حکومت کے ذریعہ سے پورا ہو سکتا ہے۔ جو اپنی ذات میں اپنی خود مختارانہ حیثیت کو قائم رکھ سکے۔ پس یہ بحث اصل مدعا سے دور کا بھی تعلق نہیں رکھتی۔ کہ پنجاب کا کتنا حصہ اسلامی حکومت میں آنا چاہیئے۔ اصل سوال یہ ہے۔ کہ کتنا حصہ اسلامی حکومت میں آسکتا ہے اور جو آسکتا ہے کیا وہ ایک آزاد اور خود مختار حیثیت سے اپنے آپ کو قائم رکھ سکتا ہے؟

سکھوں ہندوؤں کا یہ مطالبہ ہے۔ کہ جس حصہ میں وہ زیادہ ہیں۔ وہ حصہ باقی پنجاب سے الگ کر دیا جائے۔ یہ مطالبہ ان کا اس لئے نہیں کہ وہ پنجاب کے اس حصہ میں الگ حکومت چاہتے ہیں۔ یہ مطالبہ اس لئے ہے۔ کہ تا اس مطالبہ سے ڈر کر مسلمان ہندوستان سے الگ ہونے کا مطالبہ ترک کر دیں۔ گو یہ مطالبہ اصولی طور پر درست نہیں۔ مسلمانوں کا مطالبہ پنجاب بنگال وغیرہ صوبوں میں علیحدہ حکومت قائم کرنے کا اس دلیل پر نہ تھا۔ کہ ان کے ہر حصہ میں مسلمان زیادہ ہیں۔ بلکہ اس مطالبہ کی بنیاد یہ تھی۔ کہ اگر سارے ہندوستان میں ہندو تہذیب ہندو زبان ہندو تمدن کے بڑھنے کے مواقع پیدا کئے جائینگے۔ تو ہندوستان کے ایک حصہ میں مسلمانوں کے تمدن اور ان کی زبان اور ان کی تہذیب کے بڑھنے کا بھی موقعہ پیدا ہونا چاہیئے۔ اگر مسلمانوں

ایڈیٹر۔ روشن دین تنویر

بھائی عبدالرحمٰن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپایا اور قادیان سے شائع کیا

کا یہ مطالبہ غلط ہے۔ تو تقسیم ہندوستان کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ لیکن اگر ان کے اس مطالبہ کو صحیح تسلیم کر کے ہندوستان کی تقسیم کا فیصلہ کیا جائے۔ تو تقسیم بنگال یا تقسیم پنجاب کا سوال خارج از بحث ہو جاتا ہے۔ مگر یہ بات کون سمجھائے اور کس کو سمجھائے۔ یہاں تو جس کی لاٹھی اس کی بھینس کا معاملہ ہے۔ بلکہ آجکل تو لاٹھی بھی اسی ہاتھ میں ہے۔ جس کے ہاتھ میں بھینس۔ مسلمان کی کھوپری لاٹھی کے لئے وقف ہے۔ اور اس کا پیٹ بھینس کے سینگوں کے لئے۔

اس وقت دنیا یا کہو برطانیہ سکھ ہندو کے مطالبہ کو اس نظر سے دیکھ رہی ہے۔ کہ جہاں سکھوں ہندوؤں کی اکثریت ہے۔ وہاں انہیں کیوں آزاد نہ کیا جائے۔ میں اوپر لکھ چکا ہوں کہ یہ دلیل غلط ہے۔ لیکن ہندوستان کی قسمت کا فیصلہ سردست انگریز نے کرنا ہے۔ میں نے یا آپ نے نہیں کرنا۔ بعد میں طاقت پکڑ کر کوئی قوم تبدیلی کرلے تو کرلے۔ سردست تو کفگیر انگریز کے ہاتھ میں ہے اور کاسۂ گدائی ہندوستانی کے۔ اگر تقسیم پنجاب اور تقسیم بنگال کا یہ نیا فلسفہ انگریز کی سمجھ میں آ گیا ہے۔ خواہ غلط طور پر ہی آیا ہو۔ تو اس کا علاج "میں نہ مانوں" سے نہ ہو سکے گا۔ اس کا علاج تدبیر سے ہی ہو گا۔ اور وہ تدبیر کم سے کم پنجاب کی تقسیم کے متعلق موجود ہے۔

پنجاب کی تقسیم کا خیال انگریز کو ہندو کی وجہ سے نہیں بلکہ سکھ کی وجہ سے ہے۔ ہندو اس وقت سکھوں کو آگے کر کے اپنا کام نکال رہا ہے اور سکھوں کو جو نقصان تقسیم پنجاب کی وجہ سے ہو گا۔ اس کا یہ علاج بتا رہا ہے کہ مرکزی پنجاب میں اسے ایک نیم آزاد حکومت مل جائے گی۔ اس میں کوئی شبہ نہیں۔ کہ وسطی پنجاب میں سکھ دوسرے علاقوں سے زیادہ ہیں۔ لیکن کسی ایک جگہ بھی وہ ساری قوموں سے زیادہ نہیں۔ اس لئے یہ دعوے اپنے اندر کوئی حقیقت نہیں رکھتے۔ لیکن حکومت کی لالچ بُری شے ہے۔ یہ سوچنے سے انسان کو عاری کر دیتی ہے۔ اور اس وقت سکھ بھی اس خیالی پلاؤ کے فریب میں آ کر چٹخارے مار رہے ہیں۔ انگریز کہتا ہے کہ اگر میں مسلمان کا مطالبہ مانوں تو ہندو سکھ کا کیوں نہ مانوں۔ مسلمان کے لئے ضروری ہے کہ وہ کوئی ایسی دلیل پیش کرے۔ جسے غیر جانبدار لوگ آسانی سے سمجھ سکیں۔ اور آبادی کی زیادتی وجہ تقسیم نہ قرار پائے۔ ہمارے اتنا کہدینے سے کہ ہم تقسیم نہ ہونے دیں گے کچھ نہ بنے گا۔ صرف عقلمندانہ تدبیر ہی اس جگہ کام دے سکتی ہے۔ اور وہ تدبیر یہ ہے کہ ہم مطالبہ کریں کہ اول تو ہم تقسیم کے قائل نہیں۔ ہمارا پنجاب کی علیحدگی کا مطالبہ صرف اکثریت کی بناء پر نہ تھا بلکہ اس کی بنا اور امور پر بھی۔ لیکن اگر انگریز اس امر کو نہیں مانتا تو پھر ہمارا یہ مطالبہ ہے کہ لاہور۔ ملتان۔ راولپنڈی کی کمشنریاں اسلامی حکومت میں رہنی چاہئیں۔ اس کا جواب سکھ یہ دیں گے۔ کہ امرت سر میں سکھوں کی زیادتی ہے۔ اسلئے امرت سر کا علاقہ ہندو علاقہ میں جانا چاہیئے۔ اگر وہ اس دلیل پر زور دیں۔ تو ہمیں اسے بھی مان لینا چاہیئے۔ مگر یہ مطالبہ کرنا چاہیئے۔ کہ اس دلیل کے مطابق تحصیل اجنالہ۔ تحصیل فیروز پور۔ تحصیل زیرہ۔ تحصیل جالندھر۔ تحصیل نکودر مسلمان علاقہ میں ملانی چاہئیں۔ اسی طرح چونکہ تحصیل ہوشیار پور اور تحصیل دسوہہ میں ہندوؤں اور سکھوں سے مسلمانوں کی آبادی زیادہ ہے۔ ان کو بھی اسلامی علاقہ میں ملانا چاہیئے۔ اگر ہندو سکھ دعویٰ کریں۔ کہ ان علاقوں کی اچھوت آبادی ان کے ساتھ ہے۔ تو ان کی رائے شماری کر لی جائے۔ بظاہر رائے شماری پر اچھوت سب کے سب یا نصف تو ضرور مسلمانوں کا ساتھ دیں گے۔ اگر ایسا ہوا۔ تو مغربی پنجاب کے ساتھ اجنالہ فیروز پور۔ زیرہ۔ جالندھر۔ نکودر۔ ہوشیار پور اور دسوہہ کو بھی ملانا ہو گا۔ جس کے یہ معنے ہوں گے۔ کہ چھ سکھ ضلعوں میں سے گورداسپور تو پہلے ہی مسلم اکثریت کی وجہ سے نکل چکا ہو گا۔ باقی پانچ میں سے قریباً دو ضلعے اس تدبیر سے نکل جائیں گے اور تین ضلع صرف سکھوں کے لئے رہ جائیں گے۔ اور ان میں سے ہر ایک میں سوائے لدھیانہ کے اسلامی حکومت کا علاقہ گھسا ہوا ہو گا۔ سکھ کسی صورت میں اسے قبول نہیں کریں گے۔ پس سکھوں کی سیاسی حالت یہ رہ جائیگی۔ کہ وہ ضلع امرت سر کو چھوڑ دیں یا امرت سر کی دو تحصیلوں کے بدلہ میں اپنے علاقہ کی چھ تحصیلیں چھوڑ دیں۔ یہ دونوں صورتیں سکھوں کی اس خواب کو پریشان کر دیتی ہیں۔ جو اس وقت ہندو مسمریزم انہیں دکھا رہا ہے۔ اول تو وہ ان دو باتوں میں سے کسی ایک کو بھی نہیں مان سکتے۔ اگر مانیں گے تو ایک دو سال میں ہی پھر مغربی ہندوستان میں ملنے کی خواہش ان کے دل میں پیدا ہو جائیگی۔ اور ہندو سکھ اتحاد کی قلعی ان پر کھل جائیگی۔ یہ تدبیر مسلمانوں کی ایسی ہو گی کہ انگریز عقلاً اسے رد نہیں کر سکے گا نہ دوسرا فریق اس کو قبول کر سکے گا۔ پس سکھ جلد ہی اس بات کو سمجھ جائیں گے کہ ان کا فائدہ مسلمانوں سے ملنے میں ہے جن کے ملک میں وہ چودہ فی صدی ہیں نہ کہ ہندوؤں کے ساتھ ملنے میں جن کے علاقہ میں وہ ایک فی صدی ہیں اور یہ تبدیلی رائے ان کے آپس کے اختلاف کو دور کر کے باہمی دوستی کے سامان پیدا کر دیگی۔

شعائر اللہ

منارۃ المسیح نشانِ مسیح ہے
سائے میں اسکے زندہ جہانِ مسیح ہے

کیا ذکر کیجئے مسجدِ اقصیٰ کی شان کا
جس کی ہر ایک اینٹ میں شانِ مسیح ہے

مسجد مبارک اور بھی رکھتی ہے مرتبہ
یعنی کہ وہ شریکِ مکانِ مسیح ہے

لیکن بہشتی مقبرہ ہے بولتا نشاں
ان مُردوں کے دہن میں زبانِ مسیح ہے

تنویرؔ قادیان میں چل کان کھول کر
سُن! ذرہ ذرہ زمزمہ خوانِ مسیح ہے

غیر منتخب شدہ واقفین زندگی کی اطلاع کے لئے

غیر منتخب شدہ واقفین زندگی کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے۔ کہ سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ نے ارشاد فرمایا ہے کہ جن واقفین زندگی کو تا حال منتخب نہیں کیا گیا۔ وہ اپنے تازہ پتے سے تین ماہ کے بعد وکیل الدیوان تحریک جدید قادیان کو مطلع کیا کریں۔ (پہلے اعلان میں غلطی سے تین ماہ کی بجائے تین دن کا اعلان ہوا ہے)

وکیل الدیوان تحریک جدید

ترسیل زر اور انتظامی امور کے متعلق مینجر الفضل کو مخاطب کیا جائے۔ ایڈیٹر

سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ

کی

مجلس علم و عرفان

مصائب میں برکات

(مرتبہ چودھری منیر احمد صاحب)

قادیان ۳۰ ماہ ہجرت۔ حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آج بعد نماز مغرب تا عشاء مجلس میں رونق افروز ہوکر جو ملفوظات بیان فرمائے۔ ان کا ملخص اپنے الفاظ میں بیان کیا جاتا ہے:-

فرمایا۔ مثنوی رومی صاحب نے ایک لطیف بات لکھی ہے۔ کہ

ہر بلا کیں قوم را حق دادہ اند
زیر آں گنجِ کرم بنہادہ اند

یعنی خدا نے ایک سنت بنا رکھی ہے۔ کہ ہر مصیبت اور بلا جو مسلمانوں یا خدا کے بندوں پر نازل ہوتی ہے۔ اس کے نیچے ضرور برکات ہوتی ہیں۔ جو ایمان کی ترقی کا موجب ہوتی ہیں۔

یہ نہایت سچی بات ہے۔ اور اس میں کوئی شبہ نہیں۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے زمانہ میں ہر بلا اور مصیبت مسلمانوں پر نازل ہوئی۔ اس میں برکات کا بہت بڑا خزانہ مخفی تھا۔ ہجرت حبشہ۔ مسلمانوں کا بائیکاٹ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا طائف میں جانا۔ ہجرت مدینہ۔ جنگ احد۔ احزاب صلح حدیبیہ۔ غزوہ حنین۔ غزوہ تبوک اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی وفات بے شک مسلمانوں کے لئے بڑی ابتلائیں تھیں۔ لیکن ان میں ایمان کی زیادتی کے بہت سے نشانات موجود تھے۔ ہر مصیبت معجزانہ شان رکھتی تھی۔ جس کے نتائج نہایت ہی خوشکن نکلے۔ اور اللہ تعالیٰ نے اس میں مومنوں کی ترقی اور کامیابی کے بہت سے سامان پیدا کئے۔

اس وقت میں صرف غزوہ احد کو لیتا ہوں۔ یہ مسلمانوں کے لئے بڑا بھاری ابتلا تھا۔ انہیں سخت مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ بہت سا جانی و مالی نقصان پہنچا ۷۰ کے قریب چیدہ چیدہ صحابہ مارے گئے۔ جس سے سارا مدینہ ہل گیا۔ صحابہ کی شہادت کے علاوہ سب سے بڑی مصیبت رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا زخمی ہونا تھا۔ آپ شدید زخمی ہوکر بے ہوشی کی حالت میں گر گئے۔ اور آپؐ کا جسم مبارک صحابہؓ کی لاشوں کے نیچے آکر دب گیا۔ جس کی وجہ سے یہ خبر مشہور ہوگئی۔ کہ آپؐ شہادت فرما گئے ہیں۔ مسلمانوں کے لئے اس سے بڑھ کر اور کیا مصیبت ہو سکتی تھی۔ اور اس سے زیادہ اور کونسی ابتلا ہو سکتی تھی۔ لیکن اس ابتلا اور مصیبت میں بھی ایمان کی زیادتی کے بہت سے سامان تھے۔ اور ایک شاندار سبق تھا۔

کسی انسان کے اخلاق کا صحیح پتہ دکھ اور مصیبت کی حالت میں لگتا ہے۔ بسا اوقات خوشی اور شادمانی کی حالت میں جو اخلاق سرزد ہوتے ہیں۔ وہ غمی اور تکلیف کے وقت ظہور پذیر نہیں ہوتے۔

دلی اور لکھنؤ کے دو آدمیوں کا ایک مشہور قصہ ہے۔ کہ گاڑی کی روانگی سے قبل وہ کس طرح اخلاق اور آداب سے کام لیتے تھے۔ لفظ لفظ کے ساتھ حضور جناب کا استعمال ہو رہا تھا۔ لیکن جونہی گاڑی نے حرکت کی۔ وہ ایک دوسرے کو دھکے دینے لگے۔ اور گالیوں پر اتر آئے۔

یہ محض لطیفہ نہیں بلکہ ایک حقیقت ہے۔ کہ جب انسان پر تکلیف اور مصیبت نازل ہوتی ہے۔ تو اخلاق بدل جاتے ہیں اور دراصل یہی وقت ہوتا ہے جب اس کے اچھے یا برے اخلاق کا پتہ لگتا ہے۔

رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے غزوہ احد میں جو دکھ اور تکلیف اٹھائی۔ وہ ظاہر ہے۔ زخموں سے آپؐ نڈھال تھے۔ تکان سے چور چور تھے۔ دانت شہید ہو چکے تھے۔ حتیٰ کہ چلنے کی بھی سکت نہ تھی۔ لیکن ایسی تکلیف اور مصیبت کی حالت میں بھی آپؐ کے اخلاق فاضلہ میں کوئی تغیر واقع نہ ہوا۔ بلکہ آپؐ اسی خندہ پیشانی اور بشاشت سے صحابہ کیساتھ پیش آتے رہے۔ اور قدم قدم پر ان کی دلجوئی کرتے رہے۔ مدینہ سے باہر آپؐ کے استقبال کے لئے بیوہ اور عورتیں آئی ہوئی تھیں۔ جن کے اعزاء جنگ میں شہادت پا چکے تھے۔ آپؐ نے ان کی ہر ممکن دلجوئی کی۔ اور تشفی آمیز فقرات سے ان کو تسلی دی۔ ایسی مصیبت میں جب چھوٹی چھوٹی باتوں کی طرف دھیان نہیں جاتا۔ آپؐ نے ہر طرح کی دلداری کو ملحوظ رکھا۔

اس موقعہ پر حضور ایدہ اللہ نے بہت سے واقعات جو اس تکلیف کی حالت میں دوسروں کی ہمدردی اور دلداری کی خاطر رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے ظہور پذیر ہوئے تھے۔ بیان کرکے آپؐ کے اخلاق فاضلہ پر روشنی ڈالی۔ اور تاکید فرمایا۔ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے مصیبت کے وقت نہایت اعلیٰ اخلاق کا مظاہرہ کیا۔ ایسے اعلیٰ اخلاق جن کو آج ہم دشمن کے سامنے حجت کے طور پر پیش کر سکتے ہیں۔ اور ان سے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی صداقت منوا سکتے ہیں۔ ان اخلاق کو دیکھ کر دشمن پانی پانی ہو جائیگا۔ کہ میں ایسی اعلیٰ با اخلاق ہستی کی مخالفت پر کمربستہ ہوں۔ یہ وجود تو لائق ستائش ہے۔ نہ کہ قابل عداوت۔ بے شک غزوہ احد مسلمانوں کے لئے بہت بڑی مصیبت تھی۔ مگر اس مصیبت کی حالت میں رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے جو اخلاقِ حسنہ ظہور پذیر ہوئے۔ وہ آج ساری دنیا کی ہدایت کا موجب ہیں۔ تکلیف شدید تو تھی۔ مگر عارضی تھی۔ اور گذر گئی۔ لیکن اس سے اسلام کی جو صداقت ظاہر ہوئی۔ وہ تا قیامت قائم ہے۔

امداد غرباء کے لئے غلہ کا انتظام

فرمایا (۱) "ہمیشہ یاد رکھو۔ مصیبت کے وقت جو لوگ اپنا مال دوسروں کے لئے خرچ کرتے ہیں۔ انہی کے لئے اللہ تعالیٰ اپنی قرب کی راہیں کھولتا ہے"۔

(۲) "جب ایک طرف تکلیف اور مصیبت کے دروازے کھلتے ہیں۔ تو دوسری طرف اللہ تعالیٰ کی رحمت کے دروازے بھی کھلتے ہیں"۔

(۳) "تم کوشش کرو کہ ان مصیبت کے ایام میں تم اللہ تعالیٰ کی رحمت کو زیادہ سے زیادہ جذب کر سکو"۔

(۴) "غرباء کا امن اور آرام ہی قوم کی زندگی کا نشان ہوتا ہے۔ جو لوگ اس سے غافل ہوتے ہیں۔ وہ اپنی شقاوت قلبی کا ثبوت دیتے ہیں"۔

(۵) "بڑے زمیندار جن کی گندم ہزاروں من ہوتی ہے۔ وہ اپنی توفیق کے مطابق غرباء کی امداد کریں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان کے اموال میں غرباء کا زیادہ حصہ رکھا ہے"۔

(۶) "اضلاع۔ لائل پور۔ شیخوپورہ۔ سرگودھا۔ منٹگمری۔ ملتان اور سندھ وغیرہ یعنی نہری علاقہ کے زمیندار خاص طور پر میرے مخاطب ہیں۔ وہ اپنے مربعوں کی گندم کی پیداوار یعنی سو من پر ایک من چندہ غرباء کی امداد کے لئے دیں"۔ "امداد گندم غرباء" کی ذمہ داری خاص طور پر نہری علاقہ کے زمینداروں پر ہے۔

(۷) "جو لوگ گندم خرید کر کھاتے ہیں۔ ان کے لئے ان کے گھر کے سالانہ خرچ پر چالیس من پر ایک من میں نے چندہ رکھا ہے"۔

(۸) جماعتیں اور افراد اپنے وعدوں کے فارم کی تکمیل کرکے براہ راست حضور کی خدمت میں ارسال فرماویں۔ چونکہ غلہ روپیہ موصول ہونے پر خرید اجاتا ہے۔ اس لئے احباب جلد سے جلد اپنا وعدہ ایفا فرماویں۔ یہاں غلہ کا نرخ دس روپیہ فی من ہے۔ رقم اسی شرح سے ارسال کی جائے۔ یاد رہے کہ گندم غرباء کا روپیہ حضرت اقدس کے حضور بھی بذریعہ منی آرڈر یا بیمہ بھیجا جا سکتا ہے۔ اور وکیل المال تحریک جدید یا محاسب صاحب صدر انجمن کے نام بھی۔ لیکن کوپن یا بیمہ میں تفصیل [illegible] کا ہونا ضروری ہے۔ چیک کے ذریعہ بھیجنے میں حرج نہیں۔ لیکن چیک کے کیش ہونے میں کچھ دیر لگتی ہے۔ اور مرکز کو اس فنڈ کے روپیہ کی فوری ضرورت ہے اگر احباب منی آرڈر یا بیمہ بھیجیں۔ تو زیادہ اچھا ہے۔

سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کی مجلس علم و عرفان

الفضل کی ایک غلطی کی اصلاح

مسئلہ جبر و قدر اور قرآن مجید

(مرتبہ خورشید احمد اسعد)

قادیان ۲۳ ماہ تبوک۔ سیدنا حضرت امیر المومنین المسیح الموعود الثانی اللہ تعالیٰ ایدہ واطلع شموس طالعہ نے آج بعد نماز مغرب مجلس میں رونق افروز ہو کر جو اہم ارشادات فرمائے ان کا خلاصہ اپنے الفاظ میں درج ذیل کیا جاتا ہے۔

سب سے پہلے حضور نے الفضل کی ایک افسوسناک غلطی کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا۔ آج کے الفضل میں میری ایک تقریر چھپی ہے اس میں ایک نہایت فاحش غلطی ہے مجھے تعجب ہے کہ کس طرح اخبار کے سارے عملہ کی نظروں سے گذر کر وہ اخبار میں چھپ گئی۔ میں نے اخلاق فاضلہ کا ذکر کرتے ہوئے بتایا تھا کہ اس کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی اپنی کتب میں بحث فرمائی ہے۔ لیکن آپ نے اس سوال کے جس حصے کا ذکر کیا ہے وہ اور ہے۔ اور میں جس حصے کا ذکر کر رہا ہوں وہ اور ہے۔ مگر ڈائری نویس نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا قول بھی انہی نظریوں میں شامل کر دیا جن کی میں نے تردید کی تھی گویا نعوذ باللہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی اخلاق فاضلہ کی صحیح تعریف نہیں فرمائی اور صحیح تعریف وہ ہے جو میں کر رہا ہوں میں حیران ہوں کہ یہ بات میری طرف کس طرح منسوب کر دی گئی ہے اور ایک احمدی یہ الفاظ کہہ بھی کس طرح سکتا ہے کہ نعوذ باللہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فلاں بات درست بیان نہیں کی میں نے جو کچھ بیان کیا تھا۔ وہ یہ تھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ بیان فرمایا ہے کہ جن اخلاق کو ہم اخلاق فاضلہ کہتے ہیں وہ پیدا کس طرح ہوتے ہیں؟ اور اس کا یہ جواب دیا ہے کہ طبعی تقاضوں کو جب ہم شریعت اور مقاصد عالیہ کے ماتحت لے آتے ہیں تو وہ اخلاق فاضلہ بن جاتے ہیں۔ لیکن میں نے جو سوال اٹھایا تھا۔ وہ یہ تھا کہ ہمیں اخلاق فاضلہ کی شناخت اور اس کی تعریف میں جو دقتیں پیش آتی ہیں۔ ان کا حل کیا ہے اور ہم لوگوں کو کس طرح بتا سکتے ہیں کہ اخلاق فاضلہ کیا ہیں ظاہر ہے کہ یہ دونوں سوال مختلف ہیں اور ایک ہی مسئلہ کے دو پہلو ہیں ان میں سے ایک پہلو بیان کرنے سے دوسرے پہلو کی تردید نہیں ہوتی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اخلاق فاضلہ کے متعلق جو کچھ بیان فرمایا ہے وہ اور نقطۂ نگاہ کے ماتحت ہے اور میں نے جو کچھ بیان کیا تھا وہ اور نقطۂ نگاہ کے ماتحت ہے۔ آپ نے تو یہ بیان فرمایا ہے کہ وہ اخلاق جن کو ہم اخلاق فاضلہ کہہ سکتے ہیں کس طرح پیدا ہوتے ہیں اور میں نے یہ بیان کیا تھا۔ کہ اخلاق فاضلہ کی تعریف معلوم کرنے میں جو دقتیں اور تکلیفیں پیش آتی ہیں ان کو کس طرح حل کیا جا سکتا ہے اور ہم کس طرح کسی کے سامنے اس امر کو ثابت کر سکتے ہیں کہ اخلاق فاضلہ کیا ہیں مجھے حیرت ہے کہ الفضل کے عملہ کو اور اس کے ایڈیٹر کو یہ فرق کیوں معلوم نہ ہو سکا۔ انہوں نے ایک ایسی بات میری طرف منسوب کر دی جس کی کسی احمدی سے بھی امید نہیں کی جا سکتی۔

اس کے بعد حضور نے اس شکایت کا ذکر فرمایا کہ مسجد مبارک کے صحن میں اتنا چھڑکاؤ نہیں کیا جاتا جس سے مجلس کے وقت فرش کی تپش جاتی رہے حضور نے مجلس کے منتظمین کو ہدایت فرمائی کہ روزانہ دو بار صحن میں چھڑکاؤ کیا جائے ایک دفعہ عصر کے بعد تاکہ فرش کی تپش جاتی رہے اور دوسری دفعہ مغرب کے قریب تاکہ فرش ٹھنڈا ہو سکے حضور نے گرمی کی شدت سے پیدا شدہ بیماریوں کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا مومن کی جان بہت قیمتی ہوتی ہے۔ اس کی صحت کا خیال رکھنا ضروری ہے

باہر کے کسی دوست نے حضور کی خدمت میں یہ سوال لکھ کر بھیجا تھا کہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ مَا أَصَابَ مِنْ مُصِيبَةٍ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي أَنْفُسِكُمْ إِلَّا فِي كِتَابٍ مِنْ قَبْلِ أَنْ نَبْرَأَهَا إِنَّ ذَٰلِكَ عَلَى اللَّهِ يَسِيرٌ لِكَيْلَا تَأْسَوْا عَلَىٰ مَا فَاتَكُمْ وَلَا تَفْرَحُوا بِمَا آتَاكُمْ وَاللَّهُ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُورٍ (حدید ع ۳) اس سے معلوم ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے انسان پر جبر ہوتا ہے اور جبری طور پر اس کی طرف مصیبتیں آتی ہیں۔ حضور نے جواب دیتے ہوئے فرمایا جبر و قدر کا سوال ہمیشہ ہی انسانی قلوب میں شکوک و شبہات پیدا کرتا رہا ہے خصوصاً جب کوئی قوم گر جاتی ہے جیسے آجکل کے مسلمان ہیں تو پھر وہ اس قسم کے مسائل میں زیادہ دلچسپی لیتی ہے اور اپنی ہر مصیبت کو خدا تعالیٰ کی طرف منسوب کرنے کی کوشش کرتی ہے مسلمانوں کی طرح ولاسفروں نے بھی اس مسئلہ پر بحث کی ہے لیکن وہ برائیوں کو دینوی حالات اور ماحول کی طرف منسوب کر دیتے ہیں۔

قرآن کریم ہمیں بتاتا ہے کہ اگر خدا تعالیٰ نے جبر کرنا ہی ہوتا تو وہ اچھے رنگ میں ہی کرتا برے رنگ میں نہ کرتا چنانچہ جہاں جہاں بھی ہمیں خدا تعالیٰ کی قضا کام کرتی ہوئی نظر آتی ہے وہ اچھے رنگ میں ہی ہوتی ہے مثلاً انبیاء کا وجود ہے جہاں ایک حد تک انبیاء کا کام ظاہر ہوتا ہے وہاں ایک حد تک خدا تعالیٰ کی قدرت بھی انکے ساتھ چل رہی ہوتی ہے اور یہ قدرت ہمیشہ نیکی کی طرف ہی لے جانیوالی ہوتی ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جبر نہیں کرتا بلکہ ہر تکلیف انسان کی اپنی غلطی کا ہی نتیجہ ہوتی ہے مصیبت کس چیز کا نام ہے؟ مصیبت نام ہے خدائی طاقتوں کے غلط استعمال کا۔ مثلاً چلنے پھرنے اور کودنے کی طاقت کے غلط استعمال سے انسان زخمی ہو جاتا ہے۔ خدا تعالیٰ نے تو یہ مفید کاموں کیلئے پیدا فرمایا ہے لیکن اگر اسکا غلط استعمال کیا جائے اور اسکے ساتھ ہی اپنے ہاتھوں بازوؤں اور دیگر اعضاء کا غلط استعمال کیا جائے تو اسکے نتیجہ میں لڑائی پیدا ہو جاتی ہے یا کھانے پینے کی چیزوں کا اگر غلط استعمال کیا جائے تو مختلف قسم کی بیماریاں پیدا ہو جاتی ہیں اسکے یہ معنے نہیں کہ نعوذ باللہ خدا تعالیٰ نے بیماری پیدا کی یا خدا تعالیٰ نے لڑائی پیدا کی بلکہ خدا تعالیٰ نے تو تمام نعمتیں بنی نوع انسان کے فائدہ کیلئے بنائی تھیں انسان نے انکا غلط استعمال کر کے اپنے لئے ہلاکت مول لی مصیبت اور دکھ اور بیماری خدا تعالیٰ کی طرف منسوب نہیں کی جا سکتی ورنہ دنیا میں کوئی چیز ایسی نظر آتی ہے جس میں صرف ہی مضرت ہو فائدہ کا کوئی پہلو نہ ہو میں نے اس سوال پر سالہا سال غور کیا ہے لیکن کوئی چیز بھی ایسی مجھے نظر نہیں آئی جسکے فوائد موجود نہ ہوں حتیٰ کہ سانپ کا زہر بھی ہومیوپیتھک علاج میں استعمال کیا جاتا ہے اور بچھو کا زہر شدید درد دل میں فائدہ دیتا ہے غرض کوئی چیز دنیا میں ایسی نہیں جس میں صرف عیب ہوں باقی رہا یہ سوال کہ اللہ تعالیٰ یہ کیوں کہتا ہے کہ پھر قرآن کریم اسجگہ یہ کیوں فرماتا ہے۔ کہ مصیبتیں پہلے ہی سے لکھی ہوتی ہیں سو اسکا جواب یہ ہے کہ اسجگہ اللہ تعالیٰ نے مصیبتوں کے لکھے جانے کا ذکر نہیں فرمایا بلکہ اپنے اس قانون کا ذکر فرمایا ہے جسکے نتیجہ میں کسی کو کوئی مصیبت پہنچتی ہے خدا تعالیٰ کا قانون ہے کہ جو آگ میں گر کر جلتی ہے مثلاً خدا تعالیٰ کا یہ قانون ہے کہ جو آگ میں گریگا وہ جل جائیگا اب اگر کوئی شخص آگ میں پیا ہاتھ ڈال دیتا ہے تو یقیناً

(بقیہ صفحہ ۶)

مگر اس کے یہ معنے نہیں ہو سکتے کہ اس کا ہاتھ خدا نے جلایا یا پہلے سے اس کے متعلق یہ مقدر تھا کہ اس کا ہاتھ ضرور جل جائیگا۔ الا فی کتاب کے صرف یہ معنے ہیں کہ ہم نے قانون شریعت کی طرح ایک قانون نیچر مقرر کر دیا ہے۔ جس طرح قانون شریعت کی خلاف ورزی انسان کے لئے ہلاکت کا باعث بنتی ہے اسی طرح قانون نیچر کی خلاف ورزی بھی اسکو مصیبت میں مبتلا کر دیتی ہے۔ جب بھی کسی انسان کو کوئی مصیبت پہنچے اسے سمجھ لینا چاہیئے کہ اس نے کسی نہ کسی قانون کو توڑا ہے جس کی اسے سزا ملی ہے۔ چنانچہ اسی وجہ سے اگلی آیت میں اللہ تعالے نے فرمایا ہے لکیلا تاسوا علیٰ ما فاتکم ولا تفرحوا بما اٰتٰکم۔ جب تمہیں پہلے ہی قانون نیچر کا پتہ تھا تو پھر تم نے اس سے فائدہ کیوں نہ اٹھایا۔ اور اگر پہلے فائدہ نہیں اٹھایا تو اب محض افسوس کرنے کا کیا فائدہ۔ تمہیں چاہیئے کہ اگر قانون نیچر کی کوئی خلاف ورزی تم کر بیٹھے ہو۔ تو اب ہی اس قانون سے فائدہ اٹھاؤ۔ اور اللہ تعالیٰ نے تمہاری مصیبت کا جو علاج مقرر کیا ہے اسے اختیار کرو۔ اس کے آگے فرماتا ہے ولا تفرحوا بما اٰتٰکم۔ اگر تم کسی تکلیف میں نہیں ہو بلکہ خدا نے تمہیں دولت دی ہوئی ہے تو پھر تمہیں اس پر مغرور نہیں ہونا چاہیئے۔ بلکہ خدا تعالے کے حکم کے مطابق اسے استعمال کرنا چاہیئے۔

اصل میں ان آیات میں اللہ تعالے نے یہی بتایا ہے کہ مومن کبھی نکما نہیں بیٹھا کرتا۔ اگر اس پر مصیبت آتی ہے تو وہ اس کے علاج اور دفعیہ کی کوشش کرتا ہے۔ اور اگر اسے دولت ملی ہو تو وہ اسے خدا تعالے کے حکم کے مطابق خرچ کرتا ہے غرض کسی صورت میں بھی نکما نہیں رہتا۔ "لاؤ اور نکالو" یہ دنیا میں ایک عام قانون ہے۔ اگر انسان روٹی کھاتا ہے تو پھر اسے نکالنا بھی پڑتا ہے۔ کھانے کے بغیر بھی گزارہ نہیں اور نکالنے کے بغیر بھی گزارہ نہیں پس فرماتا ہے اگر تم مصیبت میں ہو تو اسے دور کرنے اور اللہ تعالے کی نعمتیں لانے کی کوشش کرو۔ اور اگر خدا کی نعمتیں تمہارے پاس موجود ہیں تو انہیں جائز ذرائع سے خرچ کرو۔ یہی صحیح طریق جو اللہ تعالے کے قانون کے مطابق ہے۔

پس اس جگہ اللہ تعالے نے ایسے جبر کا ذکر نہیں کیا جس سے سمجھا جائے کہ خدا تعالیٰ ہی نعوذ باللہ چوری کراتا ہے اور وہی ظلم کراتا ہے۔ بلکہ اس جگہ ایک قائم قانون بتایا گیا ہے کہ جو اس قانون کی خلاف ورزی کرے گا۔ وہ اس کی سزا پائے گا۔

خورشید احمد

ضروری خبریں

پنجاب میں امن برقرار رکھنے کے وسیع انتظامات

لاہور ۳۱ مئی۔ اوائل جون میں آئینی مسئلہ ہند کے متعلق متوقع اعلان کے وقت پنجاب میں فرقہ وارانہ فسادات کے خطرات کا سدباب کرنے کے لئے تمام انتظامات کر لیئے گئے ہیں۔ آج گورنمنٹ ہاؤس میں ایک کانفرنس منعقد ہوئی۔ جس میں یہ انتظامات طے کئے گئے ہیں۔ کانفرنس میں گورنر پنجاب شمالی کمان کے جنرل آفیسر کمانڈنگ انچیف۔ دوسرے سینئر فوجی کمانڈر انسپکٹر جنرل پولیس ڈویژنوں کے کمشنروں۔ اور ڈپٹی انسپکٹر جنرل آف پولیس نے شرکت کی۔ کانفرنس کے خاتمہ پر یہ سرکاری اعلان جاری ہوا ہے "پنجاب میں کافی فوجی کمک پہنچ چکی ہے اب ان تمام فوجی دستوں کی تقسیم اس ڈھب پر کی جارہی ہے کہ جن اضلاع میں بدامنی کا خطرہ ہے۔ وہاں امن پسند شہریوں کی زیادہ سے زیادہ حفاظت ہو سکے۔ نئے انتظامات کے ماتحت پنجاب کو تین علاقوں۔ شمالی مرکزی اور مشرقی میں تقسیم کر دیا گیا ہے

تمام ایسے اضلاع کے طول و عرض میں پانچ یا پانچ سے زیادہ اشخاص کا اجتماع اور ہتھیاروں کو لے کر چلنا پھرنا ممنوع قرار دے دیا گیا ہے۔ جہاں اس سے پہلے یہ پابندیاں نافذ نہیں کی گئیں لوگ ان پابندیوں کو نظر انداز کرنے کے نتائج کے ذمہ دار خود ہوں گے۔

وارننگ کے بعد یا وارننگ کے بغیر گولی کا نشانہ بنایا جا سکیگا

وائسرائے ہند کی سرگرمیاں

دہلی ۳۱ مئی۔ آج دہلی میں وائسرائے نے اپنے سٹاف کے ساتھ تبادلہ خیالات کیا۔ خیال کیا جاتا ہے کہ آج یہ طے پایا کہ ہندوستانی لیڈروں کی ہونے والی کانفرنس کا ایجنڈا کیا ہونا چاہیئے۔ یہ توقع ظاہر کی جاتی ہے کہ وائسرائے جمعرات کو پریس کانفرنس میں انتقال اقتدار کے متعلق برطانوی تجاویز کا اعلان کر دیں گے

کیا نواب چھتاری حیدر آباد کے وزیر اعظم مقرر ہوں گے؟

نئی دہلی ۳۱ مئی۔ معتبر ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ نواب آف چھتاری ریاست حیدر آباد میں سر مرزا اسمٰعیل کے قائمقام مقرر ہوئے ہیں۔ وہ نظام آف حیدر آباد کی ایگزیکٹو کونسل کے صدر ہوں گے۔ فی الحال یہ تقرر ایک سال کے لئے عمل میں لایا گیا ہے۔ یاد رہے کہ نواب صاحب سر اسمٰعیل سے پہلے ریاست حیدر آباد کے وزیر اعظم رہ چکے ہیں۔

کراچی ۳۱ مئی۔ ایک سرکاری اعلان میں بتایا گیا ہے کہ سندھ کی سرکاری ملازمتوں میں مسلمانوں کو ۷۰ فیصدی اور غیر مسلم آبادی کو ۳۰ فیصدی حصہ ملے گا۔

دہلی ۳۱ مئی۔ آج دہلی میں کانگرس ورکنگ کمیٹی کا اجلاس منعقد ہوا۔ جس میں مسٹر گاندھی۔ سردار بلدیو سنگھ۔ مسٹر جگجیون رام۔ ڈاکٹر خانصاحب خاص دعوت پر شریک ہوئے ورکنگ کمیٹی اپنے کل کے اجلاس میں یہ فیصلہ کرے گی کہ ۲ جون کو لیڈروں کی کانفرنس میں پیش ہونے والی برطانوی تجاویز کے بارے میں کانگرسی لیڈر کیا رویہ اختیار کریں۔

نئی دہلی ۳۱ مئی۔ چینی سفیر متعینہ ہندوستان ڈاکٹر لوچیا لوئن نے کل شام مسٹر جناح سے ملاقات کی۔ کل صبح آسٹریلیا کے ہندوستانی ہائی کمشنر سر ایوون سیکہ نے بھی مسٹر جناح سے ملاقات کی۔

بغداد ۳۱ مئی۔ عراقی تعلقات خارجہ کی کمیٹی میں عراق و ترکی کے معاہدہ کے متعلق بڑی گرما گرم بحث ہو رہی ہے۔ کمیٹی کے بیشتر ارکین معاہدہ کی شدید مخالفت کر رہے ہیں۔ ان کے نزدیک عراق کو اپنی انفرادی حیثیت میں کوئی معاہدہ نہیں کرنا چاہیئے۔ کیونکہ اس سے عرب لیگ کی بنیادیں کمزور پڑ جائیں گی۔ عراق کو دوسری عرب حکومتوں کے ساتھ۔ اور معاہدات طے کرنے کا اختیار عرب لیگ کو سونپ دینا چاہیئے۔

دمشق ۳۱ مئی۔ شامی حکومت نے فیصلہ کیا ہے کہ تمام لوگوں سے تمام قسم کے ہتھیار لے لئے جائیں۔ احتیاطی تدبیر اس لئے اختیار کی گئی ہے تاکہ ۷ جولائی کو ہونے والے پارلیمانی انتخابات امن و امان سے ہو جائیں۔ شامی وزیر اعظم نے بیان دیا ہے کہ ایک زمانہ تھا جبکہ ہتھیار رکھنا قومی ضرورت کی چیز تھا۔ اب ملک کو آزادی حاصل ہو چکی ہے۔ اسلئے ہتھیار رکھنا خطرناک ہے۔ ایک خاص پارلیمانی کمیٹی نئے دفاعی اقدامات کے لئے بنائی گئی ہے۔ اس نے لازمی قومی خدمت کے مسودے تیار کئے ہیں۔ اور شام کے لشکر کو دوبارہ منظم کرنے کی تجاویز پیش کی ہیں۔

لنڈن ۳۱ مئی۔ آئندہ بدھ کے روز لنڈن میں برطانیہ کے اور مصر کے سٹرلنگ قرضہ کے متعلق گفت و شنید جاری ہو جائے گی۔ اس روز مصری وفد لنڈن میں مقیم مصری سفیر کی قیادت میں وزیر خزانہ ڈاکٹر ڈالٹن سے ابتدائی مذاکرات کرے گا۔

دہلی ۳۱ مئی۔ ہندوستان کے کمانڈر انچیف سر کلاڈ آکنلک آج لنڈن سے بذریعہ ہوائی جہاز لنڈن پہنچ گئے۔